ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سروگیسی اور اسلامی عائلی قانون: نسب، وراثت اور حضانت کا فقہی و مقاصدی تجزیہ

Attiq Ur Rehman

Lecturer Qurtuba University of science and technology D.i.khan

Abdul Mateen

Teaching assistant, Qurtuba University D.i.khan

Dr Fazal Illahi Khan

Chairman Islamic studies Qurtuba University D.i.khan

خلاصہ(Abstract)

معاون تولیدی ٹیکنالوجی (Assisted Reproductive Technology) نے بانجھ پن کے علاج میں نمایاں پیش رفت کی ہے، جن میں سروگیسی (Surrogacy) ایک اہم مگر متنازع طریقہ ہے۔ اس کے نتیجے میں اسلامی عائلی قانون کے بنیادی تصورات، خصوصاً نسب، وراثت اور حضانت، نئے فقہی سوالات کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔ اس تحقیق کا مقصد اسلامی مصادرِ شریعت، کلاسیکی فقہی ذخیرے اور معاصر فقہی اکیڈمیوں کی قراردادوں کی روشنی میں سروگیسی کے شرعی اثرات کا تجزیہ کرنا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت نسب کے تحفظ کو بنیادی مقصد قرار دیتی ہے، جبکہ سروگیسی متعدد صورتوں میں نسب کے اختلاط، وراثتی حقوق کے تعین اور حضانت کے تنازعات کا سبب بنتی ہے۔ معاصر فقہی اداروں کی اکثریت بھی ان خدشات کی بنیاد پر سروگیسی کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ آرٹیکل اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ جدید طبی سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے بھی ایسے ذرائع اختیار کیے جائیں جو نکاح، نسب اور خاندانی نظام کے شرعی اصولوں سے ہم آہنگ ہوں۔

کلیدی الفاظ :سروگیسی، اسلامی عائلی قانون، نسب، وراثت، حضانت، مقاصدِ شریعت، معاون تولیدی ٹیکنالوجی۔

تعارف

انسانی نسل کی بقا اور خاندانی نظام کا استحکام ہر معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ اسلام نے اس ضرورت کو محض سماجی مسئلہ قرار نہیں دیا بلکہ اسے شرعی مقاصد کا حصہ بنایا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے نکاح کو نسل کے تسلسل کا مشروع ذریعہ قرار دیا اور نسب کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت دی۔ اسلامی عائلی قانون کی تشکیل بھی انہی اصولوں پر ہوئی ہے، جن کا مقصد خاندان، نسب، وراثت اور اولاد کے حقوق کو محفوظ بنانا ہے۔

جدید طبی سائنس نے تولیدی مسائل کے حل کے لیے متعدد نئی تکنیکیں متعارف کرائی ہیں، جن میں **سروگیسی (Surrogacy)**نمایاں ہے۔ اس طریقۂ علاج میں ایک عورت کسی دوسرے جوڑے کے لیے حمل اٹھاتی ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد اسے متعلقہ والدین کے حوالے کر دیتی ہے۔ اگرچہ اس طریقے نے بانجھ پن کا شکار بہت سے جوڑوں کے لیے نئی امید پیدا کی ہے، لیکن اس کے ساتھ متعدد شرعی، اخلاقی اور قانونی سوالات بھی جنم لیتے ہیں۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں حقیقی ماں کون ہے؟ وہ عورت جس کا بیضہ استعمال ہوا یا وہ جس نے حمل اٹھایا اور بچے کو جنم دیا؟ اسی طرح وراثت، حضانت، محرمیت اور نسب کے تعین سے متعلق متعدد پیچیدہ مسائل سامنے آتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسلامی شریعت نے **حفظ النسل**[i] کو مقاصدِ شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وہ عمل جو نسب کے اختلاط یا خاندانی نظام کے بگاڑ کا سبب بنے، فقہ اسلامی میں نہایت حساسیت سے زیرِ بحث آتا ہے۔ سروگیسی بھی انہی جدید مسائل میں سے ایک ہے جس پر معاصر فقہی اکیڈمیوں، طبی ماہرین اور قانونی اداروں نے مختلف زاویوں سے گفتگو کی ہے۔ تاہم بیشتر تحقیقات سروگیسی کے جواز یا عدمِ جواز تک محدود رہی ہیں، جبکہ اسلامی عائلی قانون کے تین بنیادی ستون—**نسب، وراثت اور حضانت**—کے باہمی تعلق کو ایک جامع فقہی و مقاصدی تناظر میں کم ہی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

یہ آرٹیکل اسی علمی خلا کو سامنے رکھتے ہوئے سروگیسی کے اثرات کا تجزیہ کرتا ہے۔ اس میں قرآن و سنت، فقہی قواعد، مقاصدِ شریعت اور معاصر فقہی اکیڈمیوں کی آراء کی روشنی میں یہ واضح کیا جائے گا کہ سروگیسی اسلامی عائلی قانون کو کس حد تک متاثر کرتی ہے اور جدید طبی پیش رفت کے باوجود اسلامی شریعت کن اصولوں کو ناقابلِ تغیر قرار دیتی ہے۔

سروگیسی کا تصور، اقسام اور معاصر قانونی پس منظر

سروگیسی (Surrogacy) ان معاون تولیدی طریقوں میں سے ایک ہے جنہیں طب کی جدید ترقی نے متعارف کرایا ہے۔ لفظ *Surrogacy* لاطینی زبان کے لفظ *Surrogatus* سے ماخوذ ہے، جس کے معنی "کسی دوسرے کی جگہ لینا" ہیں۔ طبی اصطلاح میں اس سے مراد وہ انتظام ہے جس میں ایک عورت کسی دوسرے فرد یا جوڑے کے لیے حمل اٹھاتی ہے اور ولادت کے بعد بچے کو ان کے حوالے کر دیتی ہے۔ اس عمل میں جینیاتی والدین، حمل اٹھانے والی عورت اور بچے کی قانونی حیثیت تین الگ الگ جہات اختیار کر سکتی ہیں، جس کے نتیجے میں متعدد شرعی اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔

جدید طب میں سروگیسی کی دو بنیادی اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی **روایتی سروگیسی (Traditional Surrogacy)** ہے، جس میں حمل اٹھانے والی عورت کا اپنا بیضہ استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا وہ بچے کی جینیاتی ماں بھی ہوتی ہے۔ دوسری **جیسٹیشنل سروگیسی (Gestational Surrogacy)** ہے، جس میں شوہر کے نطفے اور بیوی کے بیضے کو لیبارٹری میں بارآور (IVF) کرکے بننے والے ایمبریو کو کسی دوسری عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں حمل اٹھانے والی عورت جینیاتی ماں نہیں ہوتی، لیکن ولادت اسی کے ذریعے ہوتی ہے۔ فقہی اعتبار سے یہی صورت زیادہ پیچیدہ ہے، کیونکہ یہاں جینیاتی مادریت اور ولادتی مادریت دو مختلف خواتین میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

معاشی اعتبار سے بھی سروگیسی کی دو صورتیں رائج ہیں۔ **کمرشل سروگیسی (Commercial Surrogacy)** میں حمل اٹھانے والی عورت کو مالی معاوضہ دیا جاتا ہے، جبکہ **الٹروسٹک سروگیسی (Altruistic Surrogacy)** میں محض اخراجات ادا کیے جاتے ہیں اور باقاعدہ تجارتی معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ اگرچہ بعض ممالک نے دوسری صورت کو اخلاقی بنیادوں پر قابلِ قبول قرار دیا ہے، تاہم اسلامی فقہ میں اصل بحث مالی معاوضے کی نہیں بلکہ رحم، نسب اور مادریت کی شرعی حیثیت کی ہے۔[ii]

قانونی اعتبار سے دنیا میں سروگیسی کے بارے میں یکساں موقف موجود نہیں۔ بعض ممالک، مثلاً برطانیہ، کینیڈا اور آسٹریلیا کے بعض حصوں میں محدود شرائط کے ساتھ الٹروسٹک سروگیسی کی اجازت دی گئی ہے، جبکہ کمرشل سروگیسی پر پابندی عائد ہے۔ اس کے برعکس متعدد یورپی ممالک، جن میں فرانس، جرمنی، اٹلی اور اسپین شامل ہیں، سروگیسی کو عمومی طور پر ممنوع قرار دیتے ہیں۔ بعض ممالک میں ماضی میں کمرشل سروگیسی کی صنعت نے فروغ پایا، لیکن استحصال، بچوں کی شہریت، والدین کے حقوق اور قانونی تنازعات کے باعث قوانین میں سخت تبدیلیاں کی گئیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسلامی نقطۂ نظر سے سروگیسی کا مسئلہ صرف ایک طبی طریقۂ علاج نہیں بلکہ اسلامی عائلی قانون کے بنیادی تصورات سے متعلق ہے۔ اسلام میں نکاح ہی نسل کے تسلسل کا واحد مشروع ذریعہ ہے، جبکہ رحم، نسب اور مادریت کو محض حیاتیاتی حقیقت نہیں بلکہ شرعی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اسی لیے معاصر فقہاء نے سروگیسی کو صرف طبی یا قانونی مسئلہ قرار دینے کے بجائے اسے **حفظ النسل**، **حفظ العرض** اور **استحکامِ خاندان** کے تناظر میں دیکھا ہے۔

اسی بنیاد پر **مجمع الفقہ الإسلامي(OIC)** ، **اسلامی فقہ اکیڈمی (رابطہ عالم اسلامی (**اور متعدد قومی دارالافتاء نے سروگیسی کی مختلف صورتوں کا جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ تیسرے فریق کے رحم کو تولیدی عمل میں شامل کرنا اسلامی شریعت کے مقرر کردہ عائلی نظام سے ہم آہنگ نہیں۔ ان فیصلوں کی بنیاد صرف نسب کے اختلاط کا اندیشہ نہیں بلکہ اس حقیقت پر بھی ہے کہ سروگیسی ماں، باپ اور اولاد کے شرعی تعلق کو پیچیدہ بنا دیتی ہے، جس کے اثرات وراثت، حضانت، محرمیت اور خاندانی ذمہ داریوں تک پھیل جاتے ہیں۔

یہی پہلو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ سروگیسی کا اصل فقہی مسئلہ اس کے طبی طریقۂ کار میں نہیں بلکہ اس کے شرعی نتائج میں مضمر ہے۔ لہٰذا اس کے جائزے کے لیے اسلامی عائلی قانون کے بنیادی اصول، خصوصاً **نسب، وراثت** اور **حضانت**، کو بنیاد بنانا ناگزیر ہے۔

اسلامی عائلی قانون میں نسب کا تصور اور اس کی شرعی بنیادیں

اسلامی شریعت میں **نسب** (Lineage)محض حیاتیاتی تعلق کا نام نہیں بلکہ ایک شرعی اور قانونی رشتہ ہے، جس پر فرد کی شناخت، خاندانی تعلقات، وراثت، محرمیت، حضانت، ولایت اور متعدد دیگر احکام کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے نسب کے تحفظ کو مقاصدِ شریعت کے بنیادی مقاصد) **حفظ النسل** (میں شمار کیا ہے۔ شریعت کا یہ مقصد صرف نسل کے تسلسل تک محدود نہیں بلکہ اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ ہر بچہ اپنے حقیقی والدین سے منسوب ہو اور اس کی خاندانی شناخت میں کسی قسم کا ابہام یا اختلاط پیدا نہ ہو۔

قرآنِ مجید نے نسب کی حفاظت کو متعدد مقامات پر واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ﴾
[iii]"انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔"
یہ آیت اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی شریعت میں نسب کا تعین حقیقی والدین کی بنیاد پر ہوگا، نہ کہ سماجی یا معاہداتی تعلقات کی بنیاد پر۔ اسی اصول نے جاہلیت کے متبنّٰی (منہ بولے بیٹے) کے نظام کو ختم کیا اور نسب کے تحفظ کو قانونی حیثیت عطا کی۔

اسی طرح قرآن مجید نے مادریت کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾
"[iv]ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے۔"

یہ آیت اگرچہ ظہار کے مسئلے کے ضمن میں نازل ہوئی، لیکن فقہاء نے اس سے ایک اہم اصول اخذ کیا ہے کہ ولادت (Childbirth) مادریت کے اثبات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی آیت سروگیسی کے مسئلے میں اس سوال کو نہایت اہم بنا دیتی ہے کہ جب ایک عورت حمل اٹھائے اور دوسری عورت جینیاتی ماں ہو تو شرعی ماں کس کو قرار دیا جائے؟

احادیث نبویہ بھی نسب کے تحفظ پر غیر معمولی زور دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الولد للفراش وللعاهر الحجر»

"بچہ صاحبِ فراش (شرعی نکاح) کا ہے اور زانی کے لیے محرومی ہے۔"

اس حدیث نے اسلامی قانون میں نسب کے تعین کا بنیادی اصول متعین کر دیا کہ اولاد کا تعلق شرعی نکاح سے قائم ہوگا، نہ کہ محض حیاتیاتی دعوے سے۔ اسی اصول کی وجہ سے فقہ اسلامی میں تولیدی عمل کو نکاح کے دائرے سے باہر لے جانے والی ہر صورت نہایت احتیاط سے دیکھی جاتی ہے۔

فقہائے اسلام نے نسب کی حفاظت کو صرف انفرادی حق نہیں بلکہ **حق اللہ** اور **حق العباد** دونوں قرار دیا ہے، کیونکہ نسب کے اختلاط سے صرف ایک فرد نہیں بلکہ پورا خاندانی اور معاشرتی نظام متاثر ہوتا ہے۔ اگر نسب غیر واضح ہو جائے تو وراثت کی تقسیم، محرمیت کے احکام، نکاح کی ممانعت، ولایت، نفقہ اور دیگر قانونی حقوق میں شدید پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے کلاسیکی فقہ میں قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ:

"الشريعة تتشوف إلى ثبوت الأنساب وتحتاط في نفيها."[7]

(شریعت نسب کو ثابت کرنے میں رغبت رکھتی ہے اور اس کی نفی میں انتہائی احتیاط سے کام لیتی ہے۔

یہ اصول ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی قانون نسب کو ختم کرنے یا مشتبہ بنانے کے بجائے اسے واضح اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

مقاصدِ شریعت کے تناظر میں بھی نسب کا تحفظ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ امام شاطبی اور بعد کے مقاصدی علماء نے **حفظ النسل** کو ان ضروریاتِ خمسہ میں شامل کیا ہے جن پر انسانی معاشرے کا استحکام قائم ہے۔ چنانچہ ہر وہ ذریعہ جو نسب کے اختلاط، والدین کی شناخت میں ابہام یا خاندانی نظام کے بگاڑ کا باعث بنے، مقاصدِ شریعت سے متصادم تصور کیا جاتا ہے۔ اسی اصول کی روشنی میں زنا، قذف، متبنّٰی کے جاہلی تصور اور دیگر ایسے ذرائع کی ممانعت کی گئی جو نسب کے تعین کو متاثر کرتے تھے۔

سروگیسی کے معاملے میں بھی بنیادی سوال یہی ہے کہ اگر جینیاتی ماں اور ولادت کرنے والی عورت الگ الگ ہوں تو شریعت کے مقرر کردہ اصول کس پر منطبق ہوں گے؟ کیا مادریت بیضے کی بنیاد پر ہوگی یا ولادت کی بنیاد پر؟ اور اگر دونوں کو کسی درجے میں تسلیم کیا جائے تو وراثت، حضانت اور محرمیت کے احکام کس طرح نافذ ہوں گے؟ یہی وہ بنیادی سوالات ہیں جو سروگیسی کو جدید فقہ اسلامی کے اہم ترین مسائل میں شامل کرتے ہیں اور جن کے حل کے لیے صرف طبی معلومات کافی نہیں بلکہ قرآن، سنت، فقہی قواعد اور مقاصدِ شریعت کی جامع روشنی میں تجزیہ ناگزیر ہے۔

سروگیسی اور نسب کا فقہی تجزیہ

اسلامی عائلی قانون میں نسب (Lineage) کو وہ بنیادی قانونی اور شرعی تعلق قرار دیا گیا ہے جس پر فرد کی شناخت، خاندانی وابستگی، وراثت، حضانت، ولایت، محرمیت اور متعدد دیگر حقوق و فرائض کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ اسی بنا پر فقہائے اسلام نے نسب کے تحفظ کو مقاصدِ شریعت کی ضروریاتِ خمسہ میں شامل **حفظ النسل** کا عملی مظہر قرار دیا ہے۔ چنانچہ شریعت نے ایسے تمام ذرائع کو ممنوع قرار دیا ہے جو نسب میں اشتباہ، اختلاط یا نزاع کا باعث بن سکتے ہوں۔

سروگیسی کا مسئلہ فقہ اسلامی میں اسی تناظر میں زیر بحث آتا ہے، کیونکہ اس میں تولیدی عمل کے فطری تسلسل میں ایک تیسرے فریق کی شمولیت واقع ہوتی ہے۔ اگرچہ جدید طب نے بارآوری، حمل اور ولادت کے مراحل کو الگ الگ کرنا ممکن بنا دیا ہے، لیکن اسلامی قانون میں ان مراحل کے الگ ہونے سے کئی نئے فقہی سوالات جنم لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر بیضہ ایک عورت کا ہو، نطفہ شوہر کا ہو اور حمل کسی دوسری عورت کے رحم میں پروان

چڑھے تو شرعی اعتبار سے ماں کس کو قرار دیا جائے؟ اسی طرح بچے کا نسب، اس کی وراثت، حضانت اور محرمیت کس بنیاد پر متعین ہوگی؟ یہ سوالات سروگیسی کو محض طبی مسئلہ نہیں رہنے دیتے بلکہ اسے اسلامی عائلی قانون کے بنیادی مباحث میں شامل کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید نسب کی حفاظت کے اصول کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ﴾
انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔" (الأحزاب: 5)"
یہ آیت اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ شریعت نسب کے تعین میں قطعیت، شفافیت اور حقیقت کو بنیادی اہمیت دیتی ہے۔ اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾
ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے۔" (المجادلة: 2)"
معاصر فقہاء نے اس آیت کی روشنی میں بحث کی ہے کہ سروگیسی کی صورت میں ولادت کرنے والی عورت کو "ام" قرار دیا جائے یا بیضہ فراہم کرنے والی عورت کو، کیونکہ جدید تولیدی ٹیکنالوجی نے مادریت کے روایتی تصور کو ایک نئے فقہی چیلنج سے دوچار کر دیا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ میں بھی نسب کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

»الولد للفراش وللعاهر الحجر[vi]«

اس حدیث سے فقہاء نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ اولاد کا نسب مشروع ازدواجی تعلق کے ساتھ وابستہ ہوگا اور ایسا ہر طریقہ جس سے نسب میں اشتباہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، شریعت کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔

معاصر فقہی اداروں نے بھی انہی اصولوں کو بنیاد بنا کر سروگیسی کا جائزہ لیا ہے۔ **مجمع الفقہ الإسلامي الدولي** نے 1986ء میں اپنی قرارداد میں قرار دیا " کہ ایسی تمام صورتیں جن میں رحم کسی تیسرے فریق کا ہو، شرعاً ناجائز ہیں، کیونکہ ان سے نسب، مادریت اور خاندانی نظام میں اختلاط پیدا ہوتا ہے"۔ [vii] اسی طرح **مجمع الفقہ الإسلامي**)رابطہ عالم اسلامی) نے بھی اس بات پر زور دیا کہ مصنوعی بارآوری صرف میاں بیوی کے درمیان اور ازدواجی رشتہ برقرار رہنے کی مدت تک محدود ہونی چاہیے، جبکہ تیسرے فریق کی شرکت اسلامی عائلی نظام کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے۔

تاہم معاصر فقہی مباحث میں یہ نکتہ بھی زیرِ بحث آیا ہے کہ آیا سروگیسی کی ہر صورت ایک ہی درجے میں ممنوع ہے یا ان میں بعض صورتوں کے احکام مختلف ہو سکتے ہیں۔ بعض معاصر اہلِ علم نے ایسے محدود مفروضات پر بحث کی ہے جن میں نطفہ اور بیضہ دونوں میاں بیوی کے ہوں، لیکن حمل کسی مجبوری کے تحت دوسری عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے۔ اگرچہ یہ رائے فقہی اقلیت کی نمائندگی کرتی ہے، تاہم جمہور معاصر فقہاء نے اسے بھی قبول نہیں کیا، کیونکہ ان کے نزدیک اصل اشکال تیسرے رحم کی شمولیت ہے، جو نسب اور مادریت کے تعین کو مشتبہ بنا دیتی ہے اور یہی شریعت کے مقصدِ **حفظ النسل** کے منافی ہے۔

لہٰذا فقہی اصولوں، قرآنی نصوص اور معاصر فقہی قراردادوں کے مجموعی مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ سروگیسی کا مسئلہ محض طبی سہولت یا بانجھ پن کے علاج تک محدود نہیں، بلکہ اس کا براہِ راست تعلق اسلامی عائلی قانون کے بنیادی ڈھانچے سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر فقہ اسلامی میں اس کی ممانعت کی بنیادی علت **نسب کا تحفظ، خاندانی نظام کا استحکام اور شرعی مقاصد کی حفاظت** قرار دی گئی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سروگیسی سے پیدا ہونے والے نسب کے فقہی مسائل

اسلامی عائلی قانون میں نسب کی حفاظت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہی وہ قانونی اور شرعی بنیاد ہے جس پر خاندان کی تشکیل، وراثت کی تقسیم، محرمیت، ولایت، نفقہ اور دیگر عائلی احکام استوار ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب جدید طبی ٹیکنالوجی نے تولیدی عمل میں تیسرے فریق کی شرکت کو ممکن بنایا تو فقہ اسلامی کے سامنے سب سے پہلا سوال نسب کے تعین کا پیدا ہوا۔ سروگیسی میں یہی مسئلہ سب سے زیادہ پیچیدہ اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ یہاں جینیاتی تعلق، حمل اور ولادت تین مختلف مراحل میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔

قدیم فقہ میں مادریت کا تعین ہمیشہ ایک ہی عورت کے ساتھ وابستہ تھا، کیونکہ بیضہ، حمل اور ولادت ایک ہی عورت کے ذریعے انجام پاتے تھے۔ لیکن جیسٹیشنل سروگیسی (Gestational Surrogacy) میں یہ وحدت ختم ہو جاتی ہے۔ ایک عورت بیضہ فراہم کرتی ہے، دوسری عورت حمل اٹھاتی ہے اور بچے کو جنم دیتی ہے۔ اس صورتِ حال نے یہ بنیادی سوال پیدا کیا کہ شرعی اعتبار سے حقیقی ماں کون ہوگی؟

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾

"ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے۔" (المجادلة: 2)

جمہور معاصر فقہاء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ولادت مادریت کے اثبات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک اگرچہ جینیاتی مواد کسی دوسری عورت کا ہو، لیکن جس عورت نے حمل اٹھایا اور ولادت کی، قرآن کی ظاہری دلالت کے مطابق مادریت اسی کی طرف منسوب ہوگی۔ تاہم بعض معاصر اہلِ علم کا خیال ہے کہ جدید سائنسی ترقی نے مادریت کے تصور میں ایک نئی جہت پیدا کر دی ہے، کیونکہ بچے کی جینیاتی شناخت بیضہ فراہم کرنے والی عورت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اس بنا پر وہ جینیاتی مادریت کو بھی قانونی حیثیت دینے کی بحث کرتے ہیں، اگرچہ یہ رائے فقہی دنیا میں غالب نہیں ہے۔

فقہی اعتبار سے یہ اختلاف صرف نظری نہیں بلکہ اس کے عملی نتائج بھی نہایت اہم ہیں۔ اگر ولادت کرنے والی عورت کو حقیقی ماں قرار دیا جائے تو وراثت، حضانت، محرمیت اور نفقہ کے تمام احکام اسی پر مرتب ہوں گے، جبکہ اگر جینیاتی ماں کو اصل ماں تسلیم کیا جائے تو یہی حقوق اس کی طرف منتقل ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہی اکیڈمیوں نے اس مسئلے کو صرف حیاتیاتی حقیقت کی بنیاد پر حل کرنے کے بجائے مقاصدِ شریعت اور خاندانی استحکام کے تناظر میں دیکھا ہے۔

اسلامی فقہ کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ نسب میں کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔ علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ شریعت نسب کو ثابت کرنے میں وسعت اور اس کی نفی میں احتیاط کا رویہ اختیار کرتی ہے، کیونکہ نسب کے اختلاط سے متعدد شرعی احکام متاثر ہوتے ہیں۔[2] اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے معاصر فقہی اداروں نے یہ موقف اختیار کیا کہ سروگیسی نسب میں ایسی پیچیدگیاں پیدا کرتی ہے جنہیں بعد میں قانونی یا معاہداتی ذرائع سے مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔

مجمع الفقه الإسلامي الدولي نے اپنی قرارداد میں واضح کیا کہ سروگیسی کے نتیجے میں ایک بچے کے ساتھ بیک وقت دو خواتین کے تعلق کا تصور پیدا ہو جاتا ہے؛ ایک جینیاتی ماں اور دوسری ولادت کرنے والی ماں۔ یہ صورت اسلامی قانون میں مادریت کے واضح تصور سے ہم آہنگ نہیں، اس لیے اسے ناجائز قرار دیا گیا۔[3] اسی طرح **اسلامی فقہ اکیڈمی (رابطہ عالم اسلامی (**نے بھی اس بات پر زور دیا کہ تیسرے فریق کے رحم کو تولیدی عمل میں شامل کرنا نسب کے تحفظ کے اصول سے متصادم ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مزید برآں، سروگیسی صرف مادریت کے تعین کا مسئلہ نہیں بلکہ باپ کی نسبت، بچے کی قانونی شناخت اور مستقبل کے نکاحی احکام پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر مختلف ممالک کے قوانین مختلف بنیادوں پر والدین کا تعین کریں تو ایک ہی بچے کی قانونی حیثیت مختلف ریاستوں میں مختلف ہو سکتی ہے، جس سے بین الاقوامی عائلی تنازعات جنم لیتے ہیں۔ اسلامی فقہ اس قسم کی غیر یقینی صورتِ حال کو خاندانی استحکام کے منافی تصور کرتی ہے اور نسب کو ہر قسم کے ابہام سے محفوظ رکھنے پر زور دیتی ہے۔

اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ سروگیسی کے بارے میں فقہی موقف کی بنیاد صرف طبی عمل پر اعتراض نہیں، بلکہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی **نسبی پیچیدگی** ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر فقہی اجتہاد میں **حفظ النسل** کو فیصلہ کن اصول کی حیثیت حاصل ہے، اور اسی اصول کی روشنی میں سروگیسی کی مختلف صورتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

سروگیسی اور وراثت کے فقہی مسائل

وراثت اسلامی عائلی قانون کا ایک ایسا شعبہ ہے جس کی بنیاد نسب اور زوجیت پر قائم ہے۔ قرآن مجید نے وراثت کے حصے نہایت وضاحت کے ساتھ مقرر کیے ہیں اور ان کے تعین میں نسبی تعلق کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ چنانچہ جب سروگیسی کے نتیجے میں ایک بچے کی نسبت جینیاتی والدین، حمل اٹھانے والی عورت اور قانونی (Intended) والدین کے درمیان تقسیم ہونے لگے تو وراثت کے متعدد پیچیدہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر فقہاء نے سروگیسی کے مسئلے کو صرف تولیدی طب کا مسئلہ نہیں بلکہ قانونِ میراث کا بھی ایک اہم چیلنج قرار دیا ہے۔[1]

اسلامی فقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ **وراثت کا سبب نسب، نکاح اور ولاء** ہیں۔ ان اسباب سے باہر کسی شخص کو صرف معاہدے یا خواہش کی بنیاد پر وارث قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر سروگیسی کے ذریعے پیدا ہونے والے بچے کی نسبت میں اختلاف پیدا ہو جائے تو سب سے پہلے اس کے وراثتی حقوق متاثر ہوتے ہیں، کیونکہ یہ طے کرنا ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ کن افراد کا شرعی وارث ہے اور کون اس کا وارث ہوگا۔

اگر سروگیسی میں شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ استعمال کیا جائے، لیکن حمل کسی دوسری عورت کے رحم میں پروان چڑھے، تو جینیاتی اعتبار سے بچہ میاں بیوی کی اولاد ہوگا، جبکہ ولادت دوسری عورت کے ذریعے ہوگی۔ جدید قوانین میں بعض ممالک Intended Parents کو قانونی والدین قرار دیتے ہیں، لیکن اسلامی فقہ میں محض قانونی معاہدہ نسب یا وراثت کا سبب نہیں بنتا۔ اس لیے فقہاء کے نزدیک اصل بحث یہ ہے کہ شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق والدین کا تعین کس بنیاد پر ہوگا۔

اسی طرح اگر حمل اٹھانے والی عورت شادی شدہ ہو تو مزید پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے، کیونکہ فقہ اسلامی میں **»الولد للفراش «**کا اصول نسب کے اثبات میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ جدید سروگیسی میں حمل کی حقیقت طبی طور پر معلوم ہوتی ہے، لیکن فقہاء اس امر پر زور دیتے ہیں کہ ایسے تمام ذرائع سے اجتناب کیا جائے جو نسب اور اس کے نتیجے میں وراثت کے بارے میں نزاع پیدا کریں۔

وراثت کے باب میں ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر سروگیسی کے ذریعے پیدا ہونے والے بچے کی مادریت ہی متنازع ہو جائے تو بچے کے نانا، نانی، دادا، دادی اور دیگر رشتہ داروں کے وراثتی حقوق بھی متاثر ہوں گے۔ مثال کے طور پر اگر جینیاتی ماں اور ولادت کرنے والی عورت دو مختلف اشخاص ہوں تو یہ طے کرنا مشکل ہو سکتا ہے کہ بچے کے ساتھ کس خاندان کا نسبی تعلق قائم ہوگا۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف میراث بلکہ محرمیت، حضانت اور ولایت جیسے احکام بھی متاثر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نسب کے استحکام کو قانونِ میراث کے نفاذ کی بنیادی شرط قرار دیتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

معاصر فقہی مکاتب نے بھی اس پہلو کو اپنی قراردادوں میں نمایاں طور پر بیان کیا ہے۔ **مجمع الفقه الإسلامي الدولي** نے قرار دیا کہ سروگیسی کی صورت میں نسب اور اس سے وابستہ مالی و عائلی حقوق میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں، اس لیے ایسے طریقوں سے اجتناب ضروری ہے جو وراثت اور خاندانی حقوق میں تنازع کا سبب بنیں۔ اسی طرح **وہبہ الزحیلی** نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی قانون میں وراثت نسب کے استحکام پر قائم ہے، لہٰذا ایسا ہر ذریعہ جو نسب کو مشتبہ بنائے، بالواسطہ طور پر نظامِ میراث کو بھی متاثر کرتا ہے۔

مقاصدِ شریعت کے تناظر میں دیکھا جائے تو وراثت صرف اموال کی تقسیم کا نظام نہیں بلکہ خاندان کے تسلسل اور معاشرتی استحکام کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگر نسب غیر واضح ہو جائے تو نہ صرف وراثتی تنازعات جنم لیتے ہیں بلکہ خاندانی اعتماد اور قانونی استحکام بھی متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے فقہ اسلامی نے نسب کے تحفظ کو وراثت کے تحفظ کی ناگزیر شرط قرار دیا ہے۔ اسی بنیاد پر معاصر فقہاء کی غالب اکثریت یہ رائے اختیار کرتی ہے کہ سروگیسی، خواہ وہ تجارتی ہو یا غیر تجارتی، اسلامی قانونِ میراث کے بنیادی اصولوں سے متعدد جہات میں متصادم ہے۔

سروگیسی اور حضانت کے فقہی مسائل

اسلامی عائلی قانون میں **حضانت** (Custody)سے مراد بچے کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور جذباتی پرورش اور نگہداشت کی ذمہ داری ہے۔ فقہائے اسلام نے حضانت کو محض والدین کا حق نہیں بلکہ سب سے پہلے بچے کا حق قرار دیا ہے، کیونکہ اس کا مقصد بچے کی بہترین نشوونما اور اس کے مفادات کا تحفظ ہے۔ اسی لیے حضانت کے احکام میں فقہاء نے ہمیشہ **مصلحتِ طفل (Best Interest of the Child)** کو بنیادی معیار کے طور پر ملحوظ رکھا ہے۔

سروگیسی کے نتیجے میں حضانت کا مسئلہ اس وقت پیچیدہ ہو جاتا ہے جب بچے کی پیدائش میں ایک سے زیادہ خواتین مختلف کردار ادا کرتی ہیں۔ جینیاتی ماں، حمل اٹھانے والی عورت (Surrogate Mother) اور وہ عورت جو بچے کی پرورش کی خواہش رکھتی ہے(Intended Mother) ، تینوں مختلف حیثیت رکھ سکتی ہیں۔ جدید قانونی نظام بعض اوقات معاہدے کی بنیاد پر Intended Parents کو حضانت کا حق دیتا ہے، لیکن اسلامی فقہ میں حضانت کا تعین صرف معاہداتی رضامندی سے نہیں بلکہ شرعی رشتے اور بچے کی مصلحت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔[2]

فقہائے اسلام کے نزدیک حضانت کا پہلا حق عمومی حالات میں ماں کو حاصل ہے، کیونکہ وہ بچے کی جسمانی اور جذباتی ضروریات کو بہتر انداز میں پورا کر سکتی ہے۔ اس اصول کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے پر ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک خاتون سے فرمایا:

»أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي«

"جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرو، تم اپنے بچے کی زیادہ حق دار ہو۔"[viii]

لیکن سروگیسی میں بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں مذکور "ماں" سے مراد کون ہے؟ وہ عورت جس نے بچے کو جنم دیا یا وہ جس کا بیضہ استعمال ہوا؟ چونکہ کلاسیکی فقہ میں اس نوعیت کی صورت موجود نہیں تھی، اس لیے معاصر فقہاء نے اس مسئلے کو قرآن، سنت، فقہی قواعد اور مقاصدِ شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

جمہور معاصر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ سروگیسی کی ممانعت ہی اس پیچیدگی سے بچنے کا بنیادی ذریعہ ہے، کیونکہ اگر ابتداءً تیسرے فریق کی شمولیت کو جائز قرار دے دیا جائے تو بعد میں حضانت، ولایت اور نسب کے حقوق میں متعدد نزاعات پیدا ہوں گے۔ **مجمع الفقه الإسلامي الدولي** نے بھی اپنی قرارداد میں اس پہلو کی طرف اشارہ کیا ہے کہ

سروگیسی سے بچے کی خاندانی حیثیت غیر واضح ہو جاتی ہے، جو اس کی نفسیاتی اور سماجی زندگی پر بھی منفی اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

معاصر نفسیاتی تحقیقات بھی اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ بچے کی ابتدائی شناخت، والدین کے ساتھ تعلق اور خاندانی استحکام اس کی شخصیت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر پیدائش کے فوراً بعد بچے کو حمل اٹھانے والی عورت سے جدا کر دیا جائے یا بعد میں اس کی والدہ کی قانونی حیثیت پر تنازع پیدا ہو جائے تو اس کے نفسیاتی اثرات بچے اور دونوں خاندانوں پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ اسلامی فقہ اپنے احکام کو نفسیاتی مطالعات پر منحصر نہیں کرتی، تاہم جہاں جدید تحقیقات شریعت کے مقاصد کی تائید کریں وہاں ان سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

مقاصدِ شریعت کے تناظر میں حضانت کا اصل مقصد بچے کی **جسمانی حفاظت، اخلاقی تربیت، نفسیاتی اطمینان اور خاندانی استحکام** ہے۔ اگر کوئی تولیدی طریقہ ابتداء ہی سے ایسے تنازعات پیدا کر دے جن کے نتیجے میں بچے کی شناخت، والدین کے حقوق اور حضانت کے معاملات غیر یقینی ہو جائیں تو یہ صورت مقاصدِ شریعت کے خلاف تصور کی جائے گی۔ اسی لیے معاصر فقہی لٹریچر میں سروگیسی کی مخالفت کا ایک اہم سبب صرف نسب کا اختلاط نہیں بلکہ بچے کی مصلحت (مصلحة الطفل) کا تحفظ بھی ہے۔[ix]

لہٰذا فقہی اور مقاصدی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضانت کے مسئلے میں اسلامی قانون کا محور والدین کے حقوق سے زیادہ **بچے کی فلاح** ہے۔ سروگیسی چونکہ اس فلاح کے لیے متعدد قانونی، نفسیاتی اور خاندانی پیچیدگیاں پیدا کرتی ہے، اس لیے معاصر فقہاء کی غالب اکثریت اسے اسلامی عائلی قانون کے بنیادی اصولوں سے متصادم قرار دیتی ہے۔[x]

نتائج و بحث(Discussion and Findings)

اس تحقیق سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سروگیسی کا مسئلہ محض جدید طبی ٹیکنالوجی کا ایک پہلو نہیں بلکہ اسلامی عائلی قانون کے بنیادی تصورات سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ معاون تولیدی ٹیکنالوجی نے بانجھ پن کے علاج میں غیر معمولی پیش رفت کی ہے، تاہم اسلامی فقہ میں ہر طبی پیش رفت کو محض اس کی افادیت کی بنیاد پر قبول نہیں کیا جاتا، بلکہ اس کے شرعی، اخلاقی اور معاشرتی نتائج کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر فقہاء نے سروگیسی کے جائزے میں محض طبی کامیابی کو معیار نہیں بنایا بلکہ نسب، وراثت، حضانت اور خاندانی نظام پر اس کے اثرات کو بنیادی حیثیت دی ہے۔

تحقیق سے واضح ہوا کہ اسلامی شریعت میں نسب ایک ایسا شرعی حق ہے جسے معاہدات، خواہشات یا جدید طبی ذرائع کے ذریعے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ سروگیسی میں جینیاتی والدین معلوم ہوتے ہیں، لیکن حمل اور ولادت میں تیسرے فریق کی شمولیت مادریت کے تصور کو پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ یہی پیچیدگی بعد ازاں وراثت، محرمیت، حضانت اور ولایت کے احکام میں اختلاف اور تنازع کا سبب بنتی ہے۔ اس بنا پر معاصر فقہی اداروں نے سروگیسی کی ممانعت کی بنیاد صرف ایک جزوی فقہی حکم پر نہیں بلکہ اسلامی عائلی نظام کے مجموعی تحفظ پر رکھی ہے۔

مزید برآں، یہ تحقیق اس امر کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ معاصر فقہی فیصلوں میں **مقاصدِ شریعت** نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اگرچہ کلاسیکی فقہ میں سروگیسی کی موجودہ شکلیں موجود نہیں تھیں، لیکن فقہاء نے حفظ النسل، سد الذرائع، اعتبار المآلات اور درء المفاسد جیسے اصولوں کی روشنی میں اس مسئلے کا اجتہادی حل پیش کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ جدید طبی مسائل سے نمٹنے کی علمی صلاحیت رکھتی ہے اور نئے حالات میں بھی اپنے اصولی ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے مؤثر رہنمائی فراہم کر سکتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس تحقیق کا ایک اہم نتیجہ یہ بھی ہے کہ سروگیسی کے بارے میں بحث کو صرف **جواز اور عدمِ جواز** تک محدود رکھنا علمی اعتبار سے کافی نہیں۔ جدید قانونی نظام، بین الاقوامی انسانی حقوق، تولیدی طب اور نفسیاتی مطالعات نے ایسے نئے سوالات پیدا کیے ہیں جن پر اسلامی فقہ میں مزید تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر اگر مستقبل میں مصنوعی رحم (Artificial Womb) یا مکمل بیرونی حمل (Ectogenesis) عملی صورت اختیار کر لیتا ہے تو نسب، مادریت اور حضانت کے بارے میں نئے اجتہادی مباحث سامنے آئیں گے۔ لہٰذا معاصر فقہ کو مقاصدِ شریعت کی روشنی میں ان مسائل پر مسلسل علمی مکالمہ جاری رکھنا چاہیے۔

یہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ بانجھ پن کا علاج اسلامی شریعت میں مطلوب اور قابلِ تحسین مقصد ہے، لیکن اس مقصد کے حصول کے لیے اختیار کیے جانے والے ذرائع بھی شریعت کے اصولوں کے مطابق ہونے چاہییں۔ اسی بنا پر مصنوعی بارآوری کی وہ صورتیں جن میں تمام طبی مراحل صرف میاں بیوی کے درمیان محدود رہیں، معاصر فقہاء کی ایک بڑی تعداد کے نزدیک مخصوص شرائط کے ساتھ قابلِ قبول ہیں، جبکہ تیسرے فریق کی شمولیت پر مبنی سروگیسی اسلامی عائلی قانون کے بنیادی مقاصد سے ہم آہنگ نہیں سمجھی جاتی۔

اختتامیہ(Conclusion)

سروگیسی نے جدید تولیدی طب اور اسلامی فقہ کے مابین ایک اہم علمی مکالمے کو جنم دیا ہے۔ اس تحقیق کے تجزیے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اسلامی عائلی قانون کی بنیاد نسب کے استحکام، خاندانی نظام کے تحفظ اور انسانی وقار کی پاسداری پر قائم ہے۔ یہی اصول وراثت، حضانت، ولایت اور محرمیت جیسے تمام عائلی احکام کو باہم مربوط رکھتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک بنیاد کو کمزور کر دیا جائے تو پورا عائلی نظام متاثر ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

معاصر فقہی اکیڈمیوں کے فیصلوں، فقہی قواعد اور مقاصدِ شریعت کے مجموعی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سروگیسی کی ممانعت کی اصل علت محض ایک طبی طریقۂ علاج کا انکار نہیں بلکہ اسلامی خاندانی نظام کی حفاظت ہے۔ اس لیے معاصر فقہ اسلامی نے بانجھ پن کے علاج کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بھی ایسے ذرائع کو ترجیح دی ہے جو نکاح، نسب اور مادریت کے شرعی اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔

آخر میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ مستقبل میں تولیدی طب کی مزید ترقی کے ساتھ اس موضوع پر نئے اجتہادی مباحث سامنے آئیں گے، تاہم ان کی بنیاد بھی وہی اصول رہیں گے جنہیں قرآن و سنت اور مقاصدِ شریعت نے اسلامی عائلی قانون کے لیے بنیاد بنایا ہے۔ چنانچہ جدید ٹیکنالوجی کی افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی اسلامی قانون میں **حفظ النسل** کو ایسا بنیادی مقصد قرار دیا جاتا ہے جسے کسی وقتی مصلحت کی خاطر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مصادر ومراجع :

[i] الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد .*المستصفى من علم الأصول* .تحقيق: محمد عبد السلام عبد الشافي. بيروت: دار الكتب العلمية، 1993م، 1: 286–287.

[ii] مفتی محمد تقی عثمانی، *اسلام اور جدید طبی مسائل*)کراچی: مکتبہ معارف القرآن)، ص 93–105۔

[iii] القرآن الكريم، سورة الأحزاب 33: 5.

[iv] القرآن الكريم، سورة المجادلة 58: 2.

[v] الزحيلي، وهبة .*الفقه الإسلامي وأدلته* .دمشق: دار الفكر، 2004م، ج 10، ص 7249–7255 (مبحث: ثبوت النسب.(

[vi] البخاري، محمد بن إسماعيل .*صحيح البخاري* .تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر. دمشق: دار طوق النجاة، 1422هـ، كتاب الفرائض، باب :**الولد للفراش**، حديث.**6749** :

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

[vii] مجمع الفقه الإسلامي الدولي، *قرارات وتوصيات مجمع الفقه الإسلامي الدولي*، الدورة الثالثة، عمّان، 1407هـ/1986م؛ القرار رقم **16 (4/3)** بشأن التلقيح الصناعي وأطفال الأنابيب، جدة: منظمة التعاون الإسلامي، 1408هـ/1988م.

[viii] أبو داود، سليمان بن الأشعث. *سنن أبي داود*. تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. بيروت: المكتبة العصرية.كتاب الطلاق، باب :**من أحق بالولد**، حديث.**2276** :

[ix] [1] الشاطبي، إبراهيم بن موسى. *الموافقات في أصول الشريعة*. تحقيق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان. الخبر: دار ابن عفان، 1997م، ج 2، ص 17–25.

[x] ابن عاشور، محمد الطاهر. *مقاصد الشريعة الإسلامية*. تحقيق: محمد الطاهر الميساوي. عمّان: دار النفائس، 2001م، ص 223–236.